تجارت میں ولایت کا کردار

جناب محمد ارشدؒ
لیکچرار اسلامیات، گورنمنٹ اسلامیہ ڈگری کالج، نارووال

تجارت میں ولایت کے کردار کا جائزہ لینے سے قبل ولایت کا مختصر لغوی و اصطلاحی مفہوم بیان کرنا غیر مناسب نہ ہوگا تا کہ تجارت میں اس کے کردار کو اچھی طرح سمجھا جا سکے۔

ولایت کا مفہوم

الولایۃ کے حروف اصلیہ و،ل،ی ہیں اور یہ یلی کا مصدر ہے۔اس فعل کے مصادر ولیاً ، وِلایۃ، ولایہ ہیں اور ان سے دیگر اسما مشتق ہوتے ہیں۔امام بخاری ولایۃ کو مصدر قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"الولایۃ مصدر ال"(۱) (ولایت کا مصدر ہے)

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اور امام بدرالدین عینیؒ کے نزدیک بھی یہی موقف درست ہے کہ ولایت ولاء کی بجائے کا مصدر ہے(۲) الولایۃ کے واؤ کو کسرہ اور فتحہ دونوں کے ساتھ پڑھا جا سکتا ہے۔امام راغب اصفہانیؒ مذکورہ بالا دونوں صورتوں میں مترادف کا قول بھی بیان کرتے ہیں۔(۳)

لسان العرب میں سیبویہ کے قول کے مطابق ولایت کے کسرہ کے ساتھ حسب ذیل معانی ہیں(۴)

i- امارت ii- نقابت

زجاج کے قول کے مطابق فتحہ کے ساتھ ولایت کے حسب ذیل معانی ہیں(۵)

i- نصرت ii- نسب

سو اس بحث کے خلاصۃً یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ:

۱- الوِلایۃ اور الوَلایۃ مترادف ہیں۔

۲- الوِلایۃ کے معانی نصرت اور نسب کے ہیں جبکہ الوَلایۃ کے معانی امارت اور نقابت کے ہیں۔

ولایت کی اصطلاحی تعریف

فقہ و قانون میں لفظ ولایت کو بطور اصطلاح استعمال کیا جاتا ہے۔علماء و فقہاء نے ولایت کی مختلف الفاظ میں تعریف کی ہے۔ان تعریفات میں سے چند کا ذکر حسب ذیل ہے:

۱- امام کاسانیؒ ولایت کی تعریف یوں کرتے ہیں:

"والولایۃ ھی نفاذ المشیئۃ"(۶)

(اور ولایت اپنے ارادے کو (دوسرے پر) نافذ کرنے کا نام ہے)

۲- سید شریف جرجانی ولایت کی تعریف ان الفاظ میں تحریر کرتے ہیں:

"والولایۃ فی الشرع تنفیذ القول علی الغیر شاء الغیر اوابی "(۷)

(شریعت میں ولایت سے مراد اپنے قول کو غیر پر نافذ کرنا ہے خواہ وہ چاہے یا نہ چاہے)

۳- امام شمس الدین تمرتاشی اور امام علاؤالدین حصکفیؒ کے نزدیک ولایت کی تعریف حسب ذیل ہے:

"والولایۃ تنفیذ القول علی الغیر شاء اوابی "(۸)ا

ورولایت قول کو غیر پر نافذ کرنے کو کہتے ہیں خواہ وہ چاہے یا انکار کرے)

۴- عصر حاضر کے علماء میں سے ڈاکٹر وھبہ زحیلی نے ولایت کی جامع تعریف کی ہے-ان کی تعریف کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

"الولایۃ ھی تدبیر الکبیر الراشد شوؤن القاصر الشخصیۃ والمالیۃ "(۹)

(عاقل بالغ آدمی کا اہلیت نہ رکھنے والے شخص کے شخصی اور مالی معاملات کا انتظام کرنا ولایت ہے)

پہلی تعریفات میں "لغیر" کا لفظ ہے جبکہ اس تعریف میں "القاصر" کا لفظ ہے جس سے مراد ایسا فرد ہے جو اہلیت نہ رکھتا ہو جیسے بچہ، بے وقوف، مجنون جبکہ "الغیر" کا لفظ ایسا مفہوم نہیں رکھتا- اس تعریف میں "الکبیر الراشد" کا ذکر ہے جس سے مراد عاقل و بالغ ہے کہ تدبیر کرنے والا ان صفات کا حامل ہونا چاہیے-

اس تعریف کے آخر میں "الشخصیۃ والمالیۃ" ولایت نفس اور ولایت مال کے حوالے سے جملہ معاملات کی نگرانی پر دلالت کرنے والے الفاظ ہیں اور یہ بات ولایت کی جامع اور عمومی تعریف کیلئے ضروری ہے-

۵- محمڈن جورلیس پروڈنس میں ولایت کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

Guardianship or Wilayat is a right to control the movements and actions of a person who, owing to mental defects, is unable to take case of himself and to manage his own affairs, for example , an infant, an idiot, a lumatic. It extends to the custody of the person and the power to deal with the property of the ward.(10)

ولایت ایک ایسے شخص کی حرکات اور افعال پر حق نگرانی کا نام ہے جو دماغی نااہلیت کی وجہ

سے اپنی حفاظت خود نہ کرسکتا ہو اور نہ ہی اپنے معاملات کا خود انتظام کر سکے جیسے ایک بچہ' ایک بے وقوف' ایک مجنون شخص - اس (ولایت) کی وسعت بچے کی ذات کی پرورش اور اس کی جائیداد کے انتظام کے اختیار تک ہے-

یہ تعریف بھی ولایت کے عمومی مفہوم کو ادا کرتی ہے مگر ڈاکٹر وھبہ زحیلی کی بیان کردہ تعریف کی طرح جامعیت کی حامل نہیں ہے کہ ایک صاحب ولایت () کی صفات کا ذکر نہیں ہے-

ولایت کے مفہوم کو سمجھنے کے بعد تجارت میں ولایت کے کردار کا ذکر کیا جاتا ہے-

تجارت میں ولایت کا کردار

زیر ولایت افراد کے مالی مفادات کے تحفظ کی ذمہ داری شرعاً اا ء پر لازم ہے- اس حوالے سے بنیادی بات ان افراد کے اموال کی حفاظت ہے- اس کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ ان کو ضائع نہ کیا جائے اور دوسرا مفہوم یہ ہے کہ اس مال سے تجارت کی جائے تا کہ اس سے ان افراد کی ضروریات کیلئے اخراجات اور بوقت ضرورت خود اا ء کا حق معاوضہ نکالنے سے ان کے مالوں میں کمی نہ ہو بلکہ اضافہ ہو-

آئندہ سطور میں قرآن و حدیث اور ائمہ و فقہاء کے اقوال و آراء کی روشنی میں اسی اجمال کی تفصیل بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے-

تجارت میں ولایت کا کردار اور قرآن حکیم

قرآن حکیم میں کئی ایسے احکامات ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ زیر ولایت افراد کے اموال کا تحفظ اور تجارت و مضاربت اا کی ذمہ داری ہے- ان احکامات کا ذکر حسب ذیل ہے:

''ویسئلونك عن الیتمی قل اصلاح لهم خیر وان تخالطوهم فاخوانکم''(۱۱)

(اور وہ آپ سے یتیموں کے بارے پوچھتے ہیں- کہہ دیجیے ان کے حق میں اصلاح بہتر ہے اور اگر تم اپنے مال ان کے مالوں سے ملاؤ تو وہ تمہارے بھائی ہیں)

امام جصاص اس آیت سے مضاربت کا استدلال ان الفاظ میں کرتے ہیں:

''وجواز دفعه مضاربة الی غیره''(۱۲)

(اور (اس آیت میں مال یتیم کو) مضاربت کیلئے کسی دوسرے کو دینے کا جواز ہے)

اسی آیت سے تجارت کا استدلال یوں کرتے ہیں:

''فیه اباحة خلط ماله بماله والتجارة والتصرف فیه''(۱۳)

اس آیت میں اس کے مال کو یتیم کے مال کے ساتھ ملانے' تجارت اور اس میں تصرف کا

جواز ہے۔

(۲)"ولاتؤتوالسفهاء اموالكم التى جعل الله لكم قيماوارزقوهم فيها واكسوهم وقولوالهم قولامعروفاً oوابتلوااليتمى حتى اذا بلغوا لنكاح فان انستم منهم رشدافادفعواالیهم اموالهم "(۱۴)
(اورتم اپنے مال جنہیں اللہ تعالی نے تمہارے لئے زندگی کے قیام کا ذریعہ بنایا ہے نادان لوگوں کے حوالے نہ کرواور انہیں اس میں سے کھلاؤ اور پہناؤ اور ان سے معقول بات کرواور یتیموں کی آزمائش کرتے رہو یہاں تک کہ وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں۔سو جب تم ان میں ہوش مندی محسوس کروتو ان کے مال ان کے حوالے کردو)

اس آیت کے مطابق جولوگ بے وقوف ہونے کی وجہ سے اپنے مال میں صحیح تصرف نہ کرسکتے ہوں یا ان کے بارے اندیشہ ہو کہ وہ ضائع کردیں گیا ان کے بارے اللہ تعالی حکم دیتا ہے کہ ان کے اموال ان کے حوالے نہ کیے جائیں بلکہ وہ ان کے اا ء کے کنٹرول میں رہیں اور انہیں ان کا مال اس وقت لوٹایا جائے جب وہ اسے درست طور پر استعمال کرنے کے قابل ہوں۔

امام قرطبیؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"على الوصي والكفيل حفظ يتميه والتثميرله"(۱۵)
(وصی اور کفیل پر یتیم کے مال کا تحفظ اور سرمایہ کاری لازم ہے)

اس سے معلوم ہوا کہ سرمایہ کاری مال کے تحفظ کی بہترین صورت ہے کہ مال میں سے ضروریات پوری کرنے کے سبب کمی ہو جاتی ہے اور یہ کمی سرمایہ کاری سے پوری ہونے کے ساتھ ساتھ مال میں اضافہ بھی ہوسکتا ہے۔

(۳)"ولاتقربوامال اليتيم الابالتى هى احسن حتى يبلغ اشده"(۱۶)
(اورتم یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر اس صورت میں جو بہتر ہو یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائیں)

امام ابن العربیؒ "هى احسن " کی تفسیر یوں کرتے ہیں:

"ذلك بكل وجه تكون المنفعةفيه لليتيم"(۱۷)
(اس سے مراد ہر وہ طریقہ ہے جس میں یتیم کا فائدہ ہو)

بعدازاں امام مجاھد کے حوالے سے اس کی تفسیر کا ذکر کرتے ہیں:

''وقدفسر مجاهدوغیرہ الحسن فیہ یعنی التجارۃ''(۱۸)

(اور تحقیق مجاہد اور دیگر نے اس میں حسن کی تفسیر تجارت کی ہے)

امام ابن جوزیؒ اس آیت کی تفسیر میں حسب ذیل چار اقوال بیان کرتے ہیں:(۱۹)

۱- بوقت ضرورت وصی کا اس کے مال میں سے کھانا

۲- تجارت کرنا

۳- مال لوٹانے تک اس کی حفاظت کرنا

۴- مال کی حفاظت اور سرمایہ کاری کرنا

مذکورہ بالا اقوال میں سے آخری تین ہمارے موضوع سے متعلق ہیں کہ اس سے مراد یتیم کے مال کی حفاظت اور اس سے تجارت و سرمایہ کاری کرنا ہے-

امام نسفیؒ ''ھی احسن'' کی تفسیر ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

''وھی حفظہ وتثمیرہ''(۲۰)

(اور اس سے مراد اس مال کی حفاظت و سرمایہ کاری ہے)

گویا مال یتیم کے قریب جانے کی احسن صورت یہ ہے کہ اس کی حفاظت اور سرمایہ کاری کی جائے-

تجارت میں ولایت کا کردار اور احادیث و آثار

احادیث مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ نے بڑی صراحت کے ساتھ مالِ یتیم کی تجارت کا حکم دیا ہے- نیز صحابہ کرامؓ کے آثار سے یتامیٰ کے اموال سے تجارت' مضاربت اور سرمایہ کاری کا ثبوت ملتا ہے- ذیل میں ان احادیث و آثار کا ذکر کیا جاتا ہے:

۱- امام ترمذیؒ' امام دار قطنیؒ' اور امام بیہقیؒ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے مروی تجارت کے حکم پر مبنی حدیث اپنی اپنی کتاب میں ذکر کرتے ہیں-(۲۱)

امام ترمذیؒ کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

''ان النبی ﷺ خطب الناس فقال الا من ولی یتیماله مال فلیتجرہ ولا یترکہ حتی تاکلہ الصدقۃ''(۲۲)

(بلاشبہ نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا سو فرمایا: خبردار جو کوئی ایسے یتیم کا بنا جس کے پاس مال ہو تو وہ ضرور اس کیلئے تجارت کرے اور اسے ترک نہ کرے یہاں تک کہ صدقہ (زکوٰۃ) اسے کھا جائے)

مذکورہ بالا روایت کو امام دار قطنیؒ الا کے لفظ کے بغیر روایت کرتے ہیں-(۲۳) جبکہ امام

بیہقیؒ ''ولایدعه حتی تاکله الصدقة'' کے الفاظ بیان کرتے ہیں-(۲۴)

امام ترمذی کی مذکورہ بالا روایت میں بڑی تاکید کے ساتھ مالِ یتیم سے تجارت کا حکم دیا-
اس حدیث میں تاکیدی حوالے سے حسب ذیل تین امور کا ذکر ہے:

(i) الاحرف تنبیہ ہے-

(ii) فلیتجر ہ صیغہ امر ہے-

(iii) لایترکہ صیغہ نہی ہے-

یہ تینوں امور اس حکم کی انتہائی تاکید پر دلالت کرتے ہیں-

۲- عمرو بن شعیبؒ اپنے والد اور وہ ان کے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''احفظوا الیتامی فی اموالهم لاتاکلها الزکوٰة''(۲۵)

(یتیموں کے مالوں کی حفاظت کرو تاکہ زکوٰۃ اسے کھانہ جائے)

اس حدیث میں یتامی کے اموال کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے تاکہ اسے زکوٰۃ نہ کھا جائے-
اس حفاظت سے تجارت مقصود ہے کہ یہ حفاظت کی بہترین صورت ہے-

۳- امام بیہقیؒ حضرت یوسف بن ماھکؒ سے مرسل حدیث کو السنن الکبریٰ میں بیان کرتے ہیں:

''قال النبی ﷺ ابتغوا فی سال الیتیم لاتذهبها اولاتستهلکها الصدقة''(۲۶)

(نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مال یتیم میں تجارت کروایسا نہ ہو کہ صدقہ اسے لے جائے یا ہلاک کردے)

۴- امام دارقطنیؒ نے حضرت عمر فاروقؓ کے فرمان کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

''ابتغوا باموال الیتامیٰ لاتاکلها الصدقة''(۲۷)

(یتامی کے اموال کے ساتھ (رزق) طلب کرو تاکہ اسے صدقہ (زکوٰۃ) اسے کھانہ جائے)

ایک دوسری روایت میں ''لاتاکلها الصدقة'' کی جگہ ''لاتستهلکها الزکوٰة'' کے الفاظ ہیں-(۲۸)

یہاں یتامی کے اموال کے ساتھ رزق طلب کرنے سے تجارت مراد ہے-

۵- امام مالکؒ کی حضرت عمرؓ سے بیان کردہ روایت میں مال یتیم سے تجارت کا بڑی صراحت

کے ساتھ حکم ہے:

''اتجروافی اموال الیتامی لاتاکلھاالزکوٰۃ''(۲۹)

(تم یتیموں کے مالوں میں تجارت کرو (تاکہ) زکوٰۃ اسے کھانہ جائے)

۶- امام عبدالرزاقؒ حضرت عمر فاروقؓ کے تجارت کے حوالے سے فرمان کو یوں بیان کرتے ہیں:

''اتجروابااموال الیتامی واعطواصدقتھا''(۳۰)

(تم یتامی کے اموال کے ساتھ تجارت کرو اور اس کا صدقہ ادا کرو)

اس حدیث میں زکوٰۃ کی ادائیگی کو تجارت کے ساتھ مشروط نہیں کیا گیا بلکہ تجارت کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کے الگ الگ حکم دیے گئے ہیں۔

۷- امام عبدالرزاقؒ حضرت عمر فاروقؓ کے حوالے سے طویل روایت بیان کرت ہیں کہ وہ مال یتیم سے زکوٰۃ ادا کیا کرتے تھے۔سوانہوں نے عثمان بن ابی العاصؓ سے فرمایا:

''ان عندی مالالیتم قد اسرعت فیه الزکوٰۃ فهل عندکم تجارٌاادفعه الیم؟فدفع الیه عشرۃالاف فانطلق بهاوکان له غلاماًفلماکان من الحول وفدعلی عمرفقال له عمرمافعل مال الیتیم؟دفعتهاالی التجارواخبرتهم بمنزلة الیتیم منك؟فقال عمر ماکان قبلك احداحریٰ فی انفسناان لایطعناخبیثاًمنك اردد راس مالناولاحاجةلنافی ربحك''(۳۱)

(بلاشبہ میرے پاس یتیم کا مال ہے۔اس میں زکوٰۃ جلد لازم ہوجاتی ہے۔کیا تمہارے پاس ایک نوجوان تھا۔سوسال گزرنے پر وہ عمر فاروقؓ کے پاس آیا تو عمرؓ نے فرمایا مالِ یتیم کا کیا بنا؟اس نے جواب دیا میں اس کو تمہارے پاس لایا ہوں۔فرمایا کیا اس میں کوئی منافع بھی ہوا؟اس نے جواب دیا وہ رقم ایک لاکھ ہوگئی۔فرمایا تونے یہ کیسے کیا؟اس نے جواب دیا میں نے اس مال کو تاجروں کے حوالے کیا اور ان کو آپ کی طرف سے یتیم کی قدرومنزلت بتائی۔سوعمرؓ نے فرمایا اس سے پہلے ہمارے حق میں کوئی تجھ سے بہتر آدمی نہ تھا کہ اس نے ہمیں تجھ سے بڑھ کر خبیث چیز کھلائی ہو۔ہمارا اصل مال لوٹادو۔ہمیں آپ کے منافع کی کوئی ضرورت نہیں ہے)

آج کے دور میں لمحہ فکریہ

آج کل بہت سے لوگ اپنے مال میں اضافے کیلئے فیکسڈ ڈیپازٹ (Fixed depasit)

اور دیگر ناجائز سکیموں میں پیسے جمع کروا کر باقاعدہ تجارت کی بجائے ''محفوظ اضافے'' کے حصول میں لگے ہوئے ہیں مگر اس روایت کے مطابق حضرت عمرؓ یتیم کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ ناجائز منافع ہمیں قبول نہیں ہے حالانکہ اس کو مدد کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ سو آج کے دور میں عام لوگوں کے ساتھ ساتھ نابالغ اور سفیہ (بے وقوف) افراد کے مال کو کسی ناجائز کام میں لگا کر اس سے منافع کے حصول کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ سو خلاصۂ مذکورہ روایت سے دو امور ثابت ہوئے:

i- مال یتیم سے تجارت کا جواز ii- مال یتیم سے تجارت میں ناجائز منافع کی ممانعت

۸- حضرت عائشہ صدیقہؓ یتیموں کے مالوں کو تجارت کیلئے دیا کرتی تھیں۔ امام مالکؒ اس حوالے سے فرماتے ہیں:

''کانت تعطی اموال الیتامی الذین فی حجر ھامن یتجرلھم فیھا''(۳۲)

(آپ اپنے زیر پرورش یتیموں کے مال کو ان لوگوں کو دیا کرتی تھیں جو ان کیلئے اس مال سے تجارت کرتے تھے)

۹- حضرت عائشہ صدیقہؓ یتامی کے اموال کو مضاربت پر بھی دیا کرتی تھیں۔ قاسم بن محمد فرماتے ہیں:

''کنایتامی فی حجرعائشہؓ فکانت تزکی اموالنا ثم دفعۃً مقارضۃ فبورك لنا فیہ''(۳۳)

(ہم یتیم حضرت عائشہؓ کی زیر پرورش تھے سو وہ ہمارے مالوں سے زکوٰۃ ادا کیا کرتی تھیں پھر اس کو مضاربت پر دیا کرتی تھیں سو ہمارے لئے اسمیں برکت ڈال دی گئی)

۱۰- قاسم بن محمد حضرت عائشہ صدیقہؓ کے یتامی کے اموال کے حوالے سے ایک اور معمول کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

''کانت تبضع باموالنافی البحروانھالتزکیھا''(۳۴)

(آپ ہمارے اموال کی سمندری تجارت میں سرمایہ کاری کرتیں اور اس کی زکوٰۃ بھی ضرور ادا کرتیں)

مذکورہ بالا تینوں روایات حضرت عائشہ صدیقہؓ کے تین معمولات کو بیان کرتی ہیں:

(i) یتامی کے اموال سے تجارت

(ii) یتامی کے اموال سے مضاربت

(iii) یتامی کے اموال سے سرمایہ کاری

بنیادی طور پر وہ یتامی کے اموال کو نفع بخش کاروبار میں لگاتیں تاکہ ان کے اموال میں کمی نہ ہو-وہ حالات کے مطابق یتامی کے زیادہ منافع کیلئے تجارت' مضاربت' ابضاع (سرمایہ کاری) کو اختیار کرتیں-اس لئے ہم اس فصل میں ان تینوں امور کو اکٹھے ذکر کر رہے ہیں-

۱۱- امام دار قطنیؒ اور امام بیہقیؒ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے مال یتیم سے مضاربت کے معمول کو بیان کرتے ہیں-(۳۵) امام دار قطنیؒ کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

"کان یزکی مال الیتیم ویستقرض منه دیدفعه مضاربة"(۳٦)
(آپ مال یتیم سے زکوٰۃ ادا کیا کرتے تھے اور اس کے مال سے قرض لیتے اور اس کو مضاربت کیلئے دیا کرتے تھے)

اس روایت سے حضرت ابن عمرؓ کا مال یتیم سے قرض لینے اور اسے مضاربت پر دینے کا عمل ثابت ہوا-

۱۰- مصنف عبدالرزاق میں ہے:

"سئل الزهری عن مال الیتیم کیف یصنع؟قال کل ذلك کان یفعل' منهم من کان یستسلفه فیحرزه من الهلاك' ومنهم من کان یقول انماهی ودیعةفلااترکهاحتی اودیهاالی صاحبها' ومنهم من کان یاخذهامقارضةوکل ذلك الی النیة"(۳۷)
(امام زہری سے سوال کیا گیا کہ مال یتیم کے ساتھ کیسے معاملہ کیا جاتا تھا- فرمایا اس کے ساتھ ہر معاملہ کیا جاتا تھا-بعض ایسے حضرات تھے جو اس سے قرض لیتے تاکہ وہ اسے ہلاکت سے بچا سکیں اور بعض ایسے تھے جو اسے ودیعت سمجھتے اور صاحب ودیعت تک پہنچا کر رہتے اور بعض ایسے تھے جو اسے مضاربت کے طور پر لیتے تھے اور یہ تمام امور ان کی نیت پر منحصر ہوتے تھے)

سو اس روایت سے صحابہ کرامؓ کا مال یتیم کے ساتھ قرض' ودیعت اور مضاربت کا معاملہ ثابت ہوا-
حضرت یحیٰ بن سعیدؒ کے بارے میں معمول کا ذکر امام مالکؒ یوں کرتے ہیں:

"استشری لبنی اخیه یتامی فی حجره مالا فبیع ذلك المال بعدبمال کثیر"(۳۸)
(انہوں نے اپنے زیر پرورش یتیم بھتیجوں کے لئے مال خریدا اور بعد میں اس مال

کو کثیر مال کے ساتھ فروخت کیا گیا)

مذکورہ احادیث وآ ثار سے ثابت ہوا کہ مال یتیم کی تجارت اسلام کی تعلیمات کے مطابق ہے اور حکمت کا تقاضا بھی یہی ہے تا کہ اس کا مال ختم نہ ہو جائے کیونکہ زکوٰۃ جیسے فرائض کے ساتھ ساتھ اس کی ضروریات زندگی کو پورا کرنے سے مال ختم ہونے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔اس لئے تجارت کا حکم یتامی کے مالی مفادات کے تحفظ کا سبب ہے۔

نوٹ: ان مذکورہ بالا احادیث وآ ثار کے دوسرے حصے میں مال یتیم میں سے زکوٰۃ کی ادائیگی کا ذکر ہے۔ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ان احادیث کے مطابق مال یتیم پر زکوٰۃ کی ادائیگی لازم ہے۔

تجارت میں ولایت کا کردار اور مذاہب اربعہ

تجارت میں ولایت کے کردار کو چاروں فقہی فکر میں تسلیم کیا گیا ہے۔ذیل میں چاروں مکاتب فکر کے حوالے سے تفصیل بیان کی جاتی ہے:

احناف: امام محمد شیبانیؒ مال یتیم میں تجارت ومضاربت کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"وان رای یتجر به لاتجربه وان رای ان یدفعه مضاربة دفعه وبه ناخذوهوقول ابی حنیفةؒ"(۳۹)

(اور اگر وصی (زیر ولایت فرد کے مال سے) تجارت کو بہتر خیال کرے تو ضرور تجارت کرے اور اگر مضاربت کو بہتر خیال کرے تو مضاربت کیلئے دے دے۔ اور اسی چیز پر ہمارا عمل ہے اور امام ابوحنیفہؒ کا یہی قول ہے)

اس سے ثابت ہوا کہ مال یتیم سے تجارت ومضاربت امام محمد اور امام ابوحنیفہؒ کا موقف ہے۔

امام ابوبکر جصاص "قل اصلاح لهم خیروان تخالطوهم فاخوانکم"(۴۰) کے تحت فرماتے ہیں:

"وجواز دفعه مضاربة الی غیره وجواز ان یعمل الیتیم مضاربة ایضاً"(۴۱)

(اور اس آیت میں مال یتیم کو مضاربت کے لئے کسی دوسرے کو دینے کا جواز ہے اور خود یتیم کو بھی مضاربت کرنے کا جواز ہے)

ایک اور مقام پر اسی آیت سے استنباط کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"فیه اباحة خلط ماله بماله والتجارة والتصرف فیه"(۴۲)

(اس آیت میں مال یتیم کے ساتھ اس (ولی) کے مال کو ملانے، تجارت اور اس

میں تصرف کرنے کی اباحت ہے)

مذکورہ بالا عبارات سے ثابت ہوا کہ امام جصاصؒ کے ہاں مال یتیم سے مضاربت اور تجارت جائز ہے۔ امام کاسانیؒ کے اختیارات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''وله ان يدفع ماله مضاربة وله ان يبضع''(۴۳)

اور اس (ولی) کیلئے اس زیر ولایت فرد) کے مال کو مضاربت پر دینا جائز ہے اور سرمایہ کاری کرنا بھی جائز ہے)

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ احناف کے نزدیک کیلئے مال یتیم سے تجارت، مضاربت اور سرمایہ کاری جائز ہے۔

مالکیہ: مالکیہ کے ہاں بھی مال یتیم سے تجارت و مضاربت کا جواز ہے۔ الموطا میں ہے:

''قال مالك لاباس بالتجارة في اموال اليتامى لهم اذا كان ال ماذونا''(۴۴)

(امام مالکؒ نے فرمایا: یتامیٰ کے مالوں میں تجارت میں کوئی حرج نہیں جبکہ کو اذنِ تجارت حاصل ہو)

اس سے معلوم ہوا کہ امام مالکؒ کو اذن قاضی کے بعد تجارت جائز قرار دیتے ہیں۔

امدونۃ میں مضاربت کے حوالے سے یوں ذکر ہے:

''قلت افيعطي مال اليتيم مضاربة؟ قال نعم''(۴۵)

(میں نے کہا مال یتیم کو مضاربت پر دیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں)

امام قرطبی مال یتیم میں تجارت، سرمایہ کاری اور بیع و شراء کے جواز کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

''ويجوز للوصي ان يصنع في مال اليتيم ما كان للاب ان يصنعه من تجارة وابضاع وشراء وبيع''(۴۶)

(وصی کیلئے وہ مال یتیم میں وہ تمام امور کرنا جائز ہیں جو باپ کیلئے کرنا جائز ہیں جیسے تجارت، سرمایہ کاری اور خرید و فروخت)

مذکورہ بالا عبارات سے معلوم ہوا کہ مالکیہ کے ہاں مالِ یتیم میں تجارت، مضاربت، سرمایہ کاری اور خرید و فروخت جائز ہے۔

حنابلہ: حنابلہ کے ہاں بھی مال یتیم سے مضاربت، تجارت اور سرمایہ کاری جائز ہے۔ امام ابن قدامہؒ مضاربت کے جواز کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"ان الولی الیتیم ان یضارب بماله وان یدفعه الی من یضارب له به ویجعل له نصیباً من الربح اباً کان اووصیاً اوحاکماً او امین حاکم وهوا من ترکه"(۴۷)

(یتیم کے کیلئے اس کے مال سے خود مضاربت جائز ہے اور کسی اور کو بھی مال دے سکتا ہے جو اس کیلئے مضاربت کرے اور منافع میں سے اس کیلئے حصہ رکھ دے خواہ وہ باپ ہو یا وصی یا حاکم یا حاکم کا امین (قاضی) اور یہ ترک مضاربت سے بہتر ہے)

امام ابن قدامہ کے مطابق حضرت ابن عمرؓ نخعی، حسن ابن صالح، امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کی یہی رائے ہے۔(۴۸)

امام ابن قدامہؒ تجارت کرنے کے عمل کو جمہور کا موقف اور اقرار دیتے ہیں۔ان کے الفاظ یہ ہیں:

"والذی علیه الجمهورا کما روی عبداللّٰہ بن عمر وبن العاص ان النبیﷺ قال من یتیماً له مال فلیتجرله ولایترکه حتی تاکله الصدقة"(۴۹)

(اور جس موقف پر جمہور ہیں وہ بہتر ہے سبب اس روایت کے جو حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے بیان کی کہ: بلاشبہ نبی اکرمﷺ نے فرمایا جو ایسے یتیم کا والی بنا جس کے پاس مال تھا تو وہ ضرور اس کیلئے تجارت کرے اور اس کو ترک نہ کرے تاکہ صدقہ اسے نہ کھا جائے)

امام ابن قدامہؒ مال یتیم کی سرمایہ کاری کا جواز، مفہوم اور دلائل کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"ویجوزل الیتیم ابضاع ماله ومعناه دفعه الی من یتجربه والربح کله للیتیم وقدروی من عائشةؓ انهاابضعت مال محمد بن ابی بکرولانه اذاجاز دفعه بجرء من ربحه فدفعه الی من یوذ الربح اولی"(۵۰)

(اور یتیم کیلئے اس کے مال کی سرمایہ کاری جائز ہے اور اس کا معنی یہ ہے کہ اس کا مال اس آدمی کو دینا جو اس کے ساتھ تجارت کرے اور تمام منافع یتیم کیلئے ہو اور تحقیق حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے محمد بن ابی بکر کے مال کی سرمایہ کاری کی اور اس لیے بھی کہ جب منافع کے ایک حصے پر اس مال کا دینا جائز ہے تو

وافر منافع پر مال دینا بدرجہ اجائز ہے)

مذکورہ بالا عبارات سے ثابت ہوا کہ حنابلہ کے ہاں مال یتیم سے تجارت' مضاربت اور سرمایہ کاری جائز ہے۔

شوافع:

شوافع کے ہاں مال یتیم سے تجارت اور مضاربت جائز ہے۔امام شیرازیؒ حدیث ''من یتیماً ولہ مال فلیتجر لہ''(۵۱) کی دلیل کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ویجوز ان یتجر فی مالہ''(۵۲)(اور اس (یتیم) کے مال سے تجارت جائز ہے)

اسی طرح امام ابن قدامہؒ مال یتیم سے مضاربت کو جائز قرار دینے والوں میں سے امام شافعیؒ کا ذکر بھی کرتے ہیں۔(۵۳)

ان عبارات سے ثابت ہوا کہ شوافع کے ہاں مال یتیم سے تجارت و مضاربت جائز ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ ائمہ اربعہ کے ہاں زیر ولایت افراد کے مال سے تجارت' مضاربت اور سرمایہ کاری جائز ہے۔

زیر ولایت افراد کے مال کی تجارت و مضاربت کی صورتیں

آج کل مال یتیم کو تجارت و مضاربت کی تمام جدید انواع میں بھی دیا جاسکتا ہے جیسے مضاربت کی جدید صورت کے مطابق یتیم کو حصص (Shares) کے کاروبار میں شریک کیا جاسکتا ہے۔ سٹاک ایکسچینج اور دیگر اداروں کے ذریعے گورنمنٹ اداروں اور مختلف پرائیویٹ کمپنیوں کے حصص فروخت ہوتے ہیں اور ہر اس رقم کی سرمایہ کاری (Invesment) کے بعد منافع میں سب حصہ داروں (Share holderss) کو شریک کیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ سرمایہ کاری کیلئے مزید سکمیں اپنائی جاسکتی ہیں مگر یتامیٰ کیلئے ایسی سکیمیں اپنائی جائیں جس میں نقصان کے امکانات بہت کم ہوں۔ مروجہ قوانین میں پاگل افراد کے مال کی اس طرح سرمایہ کاری کا ذکر ہے۔تجارت' مضاربت اور سرمایہ کاری میں زیر ولایت افراد کا مال لگانے سے گردش دولت میں اضافہ ہوتا ہے۔ان صورتوں میں جہاں زیر ولایت افراد کو فائدہ ہوتا ہے اور ان کے اموال میں اضافہ ہوتا ہے وہاں اجتماعی سطح پر بھی اس کے فوائد ہوتے ہیں۔ بہت سے افراد کو روزگار ملتا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ بہت سے افراد اور کمپنیوں کو منافع ملتا ہے۔

گویا ایسے عمل سے معاشی سرگرمیوں میں اضافہ ہوتا ہے اور تجارت میں وسعت ہوتی ہے۔ یہ وسعت تجارت ملک کے افراد اور حکومت دونوں کی معاشی ترقی کا سبب بنتی ہے۔

مذکورہ بالا بحث سے ثابت ہوا کہ قرآن حکیم' احادیث وآثار اور ائمہ اربعہ کی آراء کے مطابق مال یتیم سے تجارت' مضاربت اور سرمایہ کاری جائز ہے۔

مروجہ قوانین:

۱- گارڈینز اینڈ وارڈز ایکٹ سیکشن نمبر ۲۷ میں مال کے فرائض میں سے درج ذیل عبارت قابل توجہ ہے کہ اس میں کو ہر وہ کام کرنے کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہے جو وارڈ کے لئے نفع بخش ہو:

He may do all acts which are reasonable and proper for the realisation, protection or benifit of the property.(54)

اسے ایسے تمام امور اور افعال کرنے چاہیں جو جائیداد کے حصول' حفاظت یا نفع کیلئے موزوں اور مناسب ہوں-اس سیکشن کی تشریح میں ان اختیارات کا ذکر کیا گیا ہے جو کوزیر ولایت افراد کے مال میں حاصل ہوتے ہیں-اس مقام پر چودہ قسم کے اختیارات میں سے ہماری اس بحث سے متعلقہ اختیارات حسب ذیل ہیں-(۵۵)

1-Contract of sale (فروخت کا معاہدہ)

2- Contract of purchase (خرید کا معاہدہ)

3- Investment (سرمایہ کاری)

۲- پاگل افراد کیلئے حکومتی سرمایہ کاری ایجنسیوں میں انوسمنٹ کا ذکر ذہنی صحت آرڈیننس ۲۰۰۱ء سیکشن ۴۰ میں ہے-

All sums received by a manager on account of any estate in excess of what may be required for the current expenses of a mentally disordered person or for management of his property shall be paid into the public treasury on account of the state, and shall be invested, from time to time, through state owned investment agencies, in the interest of the mentally disordered person.(56)

پاگل آدمی کے موجودہ اخراجات یا اس کی جائیداد کے انتظام کیلئے جو اخراجات مطلوب ہو سکتے ہیں اسے اضافی جائیداد کی بنا پر وہ تمام رقوم جو منیجر کو وصول ہوئیں-اس جائیداد کی بنا پر سرکاری خزانے میں جمع کیے جائیں گے اور گا ہے بگا ہے سرکاری ملکیت والی سرمایہ کاری ایجنسیوں میں پاگل

آدمی کے فائدے کیلئے سرمایہ کاری کی جائے گی۔

اس سے معلوم ہوا کہ پاگل آدمی کے فائدے کیلئے سرکاری سرمایہ کاری ایجنسیوں میں سرمایہ لگایا جائے گا۔

۳۔ پاگل آدمی کی رقوم کو گورنمنٹ ضمانتوں اور حصص میں بھی سرمایہ کاری کی جاسکتی ہے اور اس کے منافع کو اس کے اکاؤنٹ میں جمع کرایا جائے گا۔ ذہنی صحت آرڈیننس ۲۰۰۱ء سیکشن ۴۳ میں ہے:

(1) Where any stock or Government securities or any share in a company are standing in the name of or vested in, a mentally disordered person beneficially theseto, or in the manager dies in the estate or himself becomes mentally disorfdered, or is out of the jurisdiction of the court, or it is uncertain whether the manager is living or dead, or neglects or refuses to transfer the stock, securities or shares, or to recieve and pay over thereof the dividents to a new manager appointed in his place, within fourteen days after being required by the court to do so, then the court may direct the company or Government concerned to make transfer, or to transfer the same, and to receive on pay own the dividents in such manner as it may direct.

(2) The court may direct those dividents, the profit of shares, stock and Government securities shall be deposited in the mentally disordered persons bank account.(57)

(i) جہاں کوئی سٹاک یا گورنمنٹ ضمانتوں یا کسی کمپنی میں کوئی حصہ اس کے نام پر ہو یا اس کو بطور حق پہنچتا ہو ایک پاگل آدمی جس کو اس حوالے سے نفع بخش ہونا ہو یا منیجر جو جائیداد میں وفات پا جاتا ہے یا خود پاگل ہو جاتا ہے یا عدالت کی حدود سے باہر چلا جاتا ہے یا یہ غیر یقینی ہو کہ آیا منیجر زندہ ہے یا مردہ یا نظرانداز کرتا ہے یا سٹاک، ضمانتوں اور حصص کو منتقل کرنے سے انکار کرتا ہے یا وصول کرنے سے انکار کرتا ہے اور اس پر وقتاً فوقتاً ملنے والے منافع کو ایک منیجر جو اس کی جگہ مقرر کیا گیا' کو ادا کرنا

عدالت کے طلب کرنے کے بعد چودہ دن کے اندر ایسا کرنا ہوگا-تب عدالت کمپنی یا حکومتی اہلکاروں کو ایسی منتقلی کی ہدایت کرے گا یا اسی چیز کی منتقلی اور منافعوں کی ادائیگی کو اسی انداز میں وصول کرنا جیسے ہدایت دی گئی-

(ii) عدالت ہدایت دی گی کہ ان وقتاً فوقتاً ملنے والے منافعوں، حصص کے منافع سٹاک اور حکومتی ضمانتیں پاگل آدمی کے بینک اکاؤنٹ میں جمع کرائی جائیں گی-اس سے درج ذیل امور ثابت ہوئے جو پاگل افراد کی جائیداد کی بہتری کیلئے کیے جاسکتے ہیں:

i- وقتاً فوقتاً کمپنی سے ملنے والے منافع (dividents)

ii- شیئرز پر منافع (The profits of Shares)

iii- سٹاک (Stock)

iv- حکومتی ضمانتیں (Government Securities)

ان منافعوں کو پاگل آدمی کے بینک اکاؤنٹ میں جمع کرایا جائے گا-اس سے معلوم ہوا کہ پاگل کے ماں کو شیئرز اور حصص کی صورت میں مضاربت میں لگایا جاسکتا ہے-اسی طرح مزید مختلف انداز سے انویسٹ کیا جاسکتا ہے-

عدالتی نظائر:

مروجہ قوانین کے علاوہ عدالتی نظائر میں بھی زیر ولایت افراد کے مال کی سرمایہ کاری کا ذکر موجود ہے:

ا- محمد اکرم و دیگر بنام حکومت کیس جسٹس میاں محمد جہانگیر اور ایم اے شاہد صدیقی کی عدالت میں پیش ہوا-اس کیس میں نابالغ افراد کی طرف سے کے قاتل کو معاف کرنے پر دیت کی وص کے بعد اس کی انویسمنٹ کا ذکر یوں ہے:

Tasawwar Ahmad Gurdian of the minors Muhammad Munawar, Muhammad Waqas, Muhammad Waqar and Mst Uzma Qamar shall provide the details of the Scheme in such an amount of Rs.1,40,000/= has been invested to the Deputy Registrar (Judicial) of this court within one week positively.(58)

نابالغ افراد محمد منور، محمد وقاص، محمد وقار اور مسز عظمی قمر کے تصور احمد کو ایک ہفتے کے اندر مثبت طریقے سے اس عدالت کے ڈپٹی رجسٹرار کو اس سکیم کی تفصیلات مہیا کرنا ہوں گی جس میں ایک لاکھ

چالیس ہزار (-/۱،۴۰،۰۰۰) رقم کی سرمایہ کاری کی گئی- اس فیصلے سے درج ذیل امور ثابت ہوئے:

i- نابالغ بچوں کے مال کی سرمایہ کاری

ii- اس سرمایہ کاری کے متعلق ریکارڈ عدالت کو پیش کرنا

۲- مسز سرتاج حبیب بنام مسز فیض النساء کیس جسٹس ناصر اسلم زاہد اور ناظم حسین صدیقی کی عدالت میں پیش ہوا- حبیب الرحمٰن صدیقی مرحوم کی جائیداد کو نا قابل تقسیم قرار دیا گیا- اس فیصلے کے خلاف اس عدالت میں اپیل دائر کی گئی تاہم بعد میں فریقین میں مصالحت ہوگئی اور وہ فروخت پر رضامند ہوگئے- عدالت نے اس جائیداد سے حاصل ہونے والی رقم کو ورثاء میں اس طرح تقسیم کا حکم دیا کہ بالغ افراد جیسے بیوہ کو اس کے اکاؤنٹ میں بذریعہ چیک جمع کرائی جائے گی جبکہ نابالغ افراد کے حوالے سے درج ذیل حکم دیا گیا:

The shares of the two minors will be invested in their respective names in special saving certificates by the official assignee.(59)

دو نابالغ افراد کے حصص بالترتیب ان کے ناموں پر سپیشل سیونگ سرٹیفکیٹس میں سرمایہ کاری اہلکار کے ذریعے سرمایہ کاری کی جائے گی- اس فیصلے سے درج ذیل امور ثابت ہوئے-

i- نابالغ افراد کی طرف سے ان کے حصص کی سرمایہ کاری کی سکیموں میں انویسمنٹ کی جائے-

ii- یہ سرمایہ کاری سرکاری اہلکار کے ذریعے کروائی جائے گی-

سو اس تفصیلی بحث سے ثابت ہوا کہ کتاب اللہ، احادیث و آثار، مذاہب اربعہ، مروجہ قوانین اور عدالتی نظائر کے مطابق زیر ولایت افراد کے مال سے تجارت، مضاربت اور سرمایہ کاری کی جا سکتی ہے- بلکہ ایسا کرنے کی ترغیب اور حکم دیا گیا ہے کیونکہ اس عمل سے زیر ولایت افراد کے مال کا یقینی تحفظ ہے اور اضافہ بھی ممکن ہے-

عقلمند بچے کی تجارت اور ولایت کا مسئلہ

گزشتہ بحث میں مالِ یتیم میں کے براہ راست کردار پر بحث ہوئی کہ وہ اس کے مال کو تجارت و مضاربت کیلئے استعمال کر سکتے ہیں- مگر اس کے ساتھ ساتھ ایک بالواسطہ کردار بھی ہے کہ عقلمند بچے کو اگر تجارت اور خرید و فروخت کے قابل سمجھے تو وہ اس کو تجارت کا اذن دے دے- اس اذن کے بعد وہ بچہ تجارت کر سکتا ہے- اکثر فقہاء اس کے قائل ہیں- ذیل میں چاروں مکاتب فکر کی آراء کو الگ الگ ذکر کیا جاتا ہے-

احناف: احناف کے نزدیک صبی عاقل (عقلمند بچے) کو مالی معاملات کے حوالے سے اذن واجازت دی جاسکتی ہے۔

امام جصاص احناف کا موقف ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"فقال ابوحنیفۃوابویوسف ومحمدوزفر وحسن بن زیاد وحسن بن صالح جائزللاپ ان یاذن لانبہ الصغیرفی التجارۃ اذاکان یعقل الشراء والبیع"(٦٠)

(امام ابوحنیفہ'ابویوسف'زفر'حسن بن زیاداورحسن بن صالحؒ نے فرمایا کہ باپ کیلئے جائز ہے کہ وہ اپنے چھوٹے بچے کوتجارت کی اجازت دے جبکہ وہ خریدوفروخت کی سمجھ رکھتا ہے)

اس عبارت کے مطابق خریدوفروخت کی سمجھ ہونے پر باپ اپنے چھوٹے بیٹے کوتجارت کی اجازت دے سکتا ہے۔امام مرغینانیؒ بچے کے تصرف کے نافذ ہونے کی شرائط کاذکران الفاظ میں کرتے ہیں:

"واذااذن الصبی فی التجارۃفھوفی البیع والشراء کالعبد الماذون اذاکان یعقل البیع والشراء حتی ینفذ تصرفہ"(٦١)

(اور جب بچے کا بچے کوتجارت کی اجازت دے تووہ خریدوفروخت میں عبدماذون کی طرح ہے جبکہ وہ خریدوفروخت کی سمجھ بوجھ رکھتا ہو۔یہاں تک کہ اس کا تصرف نافذہو)

گویااس عبارت میں بچے کی تجارت کے درست ہونے کی دوشرائط کاذکر ہے:

i- کی اجازت

ii- خریدوفروخت کی سمجھ

امام کاسانیؒ بچے کےاذن کے بارے فرماتے ہیں کہ قرآن پاک میں "وابتلواالیتامی" (٦٢)(اورتم یتیموں کوآزماؤ) کے مطابق اللہ تعالی نے ااءکویتامی کے آزمانے کاحکم دیااور یہ بھی ممکن ہے جب اس کے مال کواس کے ذمے کرےاور دیکھے کہ کیاوہ مشکلات میں اپنے مال کی حفاظت پرقادر ہے؟اور یہ چیزصرف تجارت سے ظاہر ہوتی ہے)

اس کے بعدفرماتے ہیں:

"فکان الامربالابتلاء اذنابالتجارۃ"(٦٣)

(سوابتلاء وآزمائش کا حکم تجارت کا اذان ہے)

امام کاسانیؒ ایک مقام پر فرماتے ہیں:

"یجوز الاذن للصبی الحر بالتجارة اذا کان یعقل التجارة"(۶۴)

(آزاد بچے کیلئے تجارت کا اذن جائز ہے جبکہ وہ تجارت کی سمجھ رکھتا ہو)

اس عبارت میں اذن تجارت کی حسب ذیل دو شرائط کا ذکر ہے:

i- بچے کا آزاد ہونا

ii- تجارت کی سمجھ بوجھ

اسی طرح امام کاسانیؒ معتوہ کے حوالے سے کہتے ہیں کہ احناف کے نزدیک عقل کا فساد سے بالکل سلامت ہونا اذن کی صحت کیلئے شرط نہیں ہے- ان کے الفاظ حسب ذیل ہے:

"یجوز الاذن للعقوه الذی یعقل البیع والشرائط بالتجارة"(۶۵)

(ایسے معقوہ کیلئے جو خرید وفروخت کی سمجھ رکھتا ہو' کو تجارت کی اجازت جائز ہے)

اس سے ثابت ہوا کہ احناف کے نزدیک کیلئے صبی عاقل کی طرح معتوہ کو بھی تجارت کی سمجھ بوجھ ہونے اذنِ تجارت دینا جائز ہے-

ان عبارات سے ثابت ہوا کہ احناف کے نزدیک عقلمند بچے کیلئے درج ذیل شروط کی بنا پر تجارت جائز ہے:

i- اذن ii- آزاد ہونا iii- خرید وفروخت کی سمجھ

<u>مالکیہ</u>: مالکیہ کے ہاں اذن کے ساتھ تجارت صغیر جائز ہے- امام مالکؒ کے الفاظ یہ ہیں:

"لان ال لو اذن له ان یتجر وامره بذالك جاز ذلك"(۶۶)

(کیونکہ اگر اس (م علیہ) کو تجارت کی اجازت اور حکم دے تو یہ جائز ہے)

بلکہ ان کے نزدیک اذنِ کے بعد بچے کا تجارت کیلئے سفر بھی جائز ہے- ان کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

"ولوخرج فی تجارةمن سوقع لی موضع باذن ال لم یکن بذلك بأس فی رای"(۶۷)

(اور اگر وہ تجارت کیلئے ایک جگہ سے دوسری جگہ کے اذن سے باہر نکلے تو میری رائے میں اس میں کوئی حرج نہیں ہے)

امام ابن العربی کے نزدیک بچے کو مال دینے میں حرج نہیں ہے- پھر اگر اس میں بہتری

دیکھیے تو:

''فلیسلمه الیه ماله جمیعه وان اساء النظرفیه وجب علیه امساك ماله عنه''(۶۸)

(اس کی طرف اس کا سارا مال لوٹا دے اور اگر برا محسوس کرے تو اس کے مال کو اس سے روکے رکھنا واجب ہے)

ان عبارات سے ثابت ہوا کہ مالکیہ کے ہاں اذنِ کے ساتھ بچے کی تجارت درست ہے۔

حنابلہ: حنابلہ کے ہاں صبی ممیّز اور سفیہ ولی کے اذن کے ساتھ تصرف کرسکتا ہے۔عقلمند بچے کے حوالے سے امام ابن قدامہؒ فرماتے ہیں:

''فصح تصرفه باذن ه کالعبد''(۶۹)

(سو اس کا تصرف اپنے کے اذن کے ساتھ غلام کی طرح صحیح ہے)

ابن تیمیہؒ حرانی امام احمد بن حنبل کا موقف ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

''ویصح تصرف الممیزوالسفیه باذن ال فی الصحیح عنه''(۷۰)

(اور سمجھ دار بچے اور بے وقوف کا تصرف ان (امام احمد بن حنبل) سے صحیح روایت کے مطابق کے اذن کے ساتھ صحیح ہے)

امام بہوتیؒ اذنِ ولی کا ذکر یوں کرتے ہیں:

''وان اذن الولی اوالیسدله ای للمیزاوالعبدان یشتری فی ذمته جازله الشراء فی ذمته عملاًبالاذن''(۷۱)

(اور اگر یا آ قا ممیّز (عقلمند بچے) یا غلام کیلئے اذن دے کہ وہ اس کی ذمہ داری میں خریدے تو یہ خرید کی ذمہ داری میں اذن پر عمل کرتے ہوئے جائز ہے)

مذکورہ بالا عبارات سے ثابت ہوا کہ عقلمند بچے' بے وقوف اور غلام کیلئے اذن کے ساتھ تجارت جائز ہے)

شوافع: شوافع کے ہاں صبی ماذون کے تصرفات درست نہیں ہیں۔الام میں ہے:

''قال الشافعیؒ ومااقربه الصبی من حدالله عزوجل اولادمی اوحق فی ماله اوغیره فاقراره ساقط عنه وسواء کان الصبی ماذوناًله فی التجارةاذن له به ابوه او ه من کان''(۷۲)

(امام شافعیؒ نے فرمایا اور بچہ اللہ تعالی کی حد یا کسی آدمی کیلئے یا اس کے مال کے حق میں یا اس کے علاوہ کسی چیز میں جو اقرار کرے اس کا اقرار کرنا ساقط ہے- برابر ہے کہ اس بچے کو تجارت میں (کی طرف سے) اذن مل چکا ہو خواہ یہ اذن اس کے باپ نے دیا ہو یا کسی اور نے)

صبی ماذون کے اقرار کے ساقط ہونے کا ذکر ایک اور مقام پر امام شافعیؒ یوں فرماتے ہیں:

''وکذلك شراؤه وبيعه مفسوخ ولواجزت اقراره اذا اذن له في التجارةاجزت ان ياذن له ابوه بطلاق امراته فالزمه اوياسره فيقذف رجلافاحده اويجرح فاقتص منه فكان هذاوماىشبهه ان يلزمه من اقراره''(۷۳)

(اور اسی طرح اس کا خریدنا اور فروخت کرنا فاسد ہوگا اور اگر میں اس کے اقرار کو جائز قرار دے دوں اس وجہ سے کہ اس کو تجارت میں اجازت دی گئی ہے تو میں جائز قرار دے دوں کہ اس کا باپ اس کو اپنی بیوی کو طلاق دینے کا اذن دے سو میں اس کو لازم کردوں یا وہ اس کو حکم دے کہ کسی مرد پر تہمت لگائے سو میں اس پر حد جاری کردوں یا وہ کسی کو زخمی کرے تو میں اس سے قصاص لوں- سو یہ اور اس سے مشابہ امور زیادہ مناسب ہیں کہ اس کے اقرار سے لازم آئیں)

علاوہ ازیں امام شافعیؒ تجربہ کے حصول کیلئے اذن تجارت کی بجائے خرید و فروخت کے وقت لوگوں کے ساتھ ملاپ کو کافی قرار دیتے ہیں-(۷۴)

<u>لوگوں کے ساتھ ملاپ:</u> امام رازیؒ امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ کے موقف تقابل کے انداز میں یوں تحریر کرتے ہیں:

''قال ابوحنيفهٌ تصرفات الصبى العاقل المميزباذن ال صحيحةفقال الشافعي غيرصحيحة''(۷۵)

(امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا عقل مند بچے کے تصرفات کی اجازت کے ساتھ صحیح ہیں جبکہ امام شافعیؒ نے فرمایا (یہ تصرفات) صحیح نہیں ہیں)

ان عبارات سے ثابت ہوا کہ شوافع کے ہاں صبی عاقل کیلئے اذن کے ساتھ تجارت کی اجازت نہیں ہے-

مذکورہ بالا بحث سے ثابت ہوا کہ اکثر فقہاء عقلمند بچے کو مالی امور میں اذنِ تصرف دینے کے

قائل ہیں-امام کاسانیؒ اذنِ تجارت کے حوالے سے ضابطے کا ذکر یوں کرتے ہیں:

"واماالدائرةبین الضرروالنفع کابیع والشراء ونحوهافنعقد عندناعلی اجازته"(۷۶)

(اور وہ امور جو نفع ونقصان کے درمیان ہیں جیسے بیع وشراء وغیرہ سو ہمارے نزدیک اس کے کی اجازت پر موقوف ہیں)

ڈاکٹر وھبہ زحیلیؒ اس حوالے سے تفصیل کا یوں ذکر کرتے ہیں:

"التصرفات الدائرةبین الضرر والنفع کالبیع والشراء والایجار والاستجار والزواج والمزارعة والمساقاة والشرکات ونحوها فهذه التصرفات تصح سن الصبی والممیزولکن تکون موقوفة علی اذن ال"(۷۷)

(ایسے تصرفات جو نفع ونقصان کے مابین ہیں جیسے بیع' شراء اجارہ پر دینا' اجارہ پر لینا' نکاح کرنا' مزارعت' مساقاۃ' شرکت وغیرہ-یہ تمام تصرفات صبی ممیز سے درست ہیں لیکن کے اذن پر موقوف ہیں)

اُس سے دو امور ثابت ہوئے:

i- عقلمند بچے کو جن تصرفات کا اختیار دیا جاتا ہے وہ نفع ونقصان کے مابین ہیں-یعنی ان میں نفع ونقصان دونوں کا احتمال ہوتا ہے-

ii- یہ تصرفات بیع وشراء کے علاوہ اجارہ' نکاح' مزارعت' مساقاۃ اور شراکہ کو شامل ہیں-

خلاصۃً ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اکثر فقہاء کے نزدیک اذنِ دل کے ساتھ عقلمند بچے کی تجارت اور دیگر مالی تصرفات درست ہیں-

مروجہ قوانین:

مروجہ قوانین کے مطابق معاہدہ نابالغ فرد نہیں کرسکتا بلکہ صرف ایجنٹ کے اعتبار سے معاہدہ کرسکتا ہے-مروجہ قوانین میں قانونِ معاہدہ سیکشن ۱۸۴ میں ہے کہ ایجنٹ کون بن سکتا ہے-وہ کونسی صفات کا حامل ہوتا ہے-اس سیکشن کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

Any person may become an agent, but no person who is not of the age of majority and of sound mind can become an agent, so as to be responsible to his principle(78)

(کوئی آدمی ایجنٹ بن سکتا ہے لیکن وہ آدمی جو نابالغ نہیں یا عقلمند نہیں اس طرح ایجنٹ نہیں بن سکتا کہ وہ اپنے پرنسپل یا ولی کا ذمہ دار بھی ہو)

اس سیکشن کی تشریح میں ہے:

Thus a person may contract through a minor agent, but the minor will not be responsible to his principle.(79)

سو ایک آدمی ایک نابالغ ایجنٹ کے ذریعے معاہدہ کر سکتا ہے مگر وہ نابالغ اپنے پرنسپل کے ہاں ذمہ دار نہیں ہے۔

اس بحث سے ثابت ہوا کہ اسلامی فقہ اور مروجہ قوانین کے مطابق زیرِ ولایت افراد کے مال سے تجارت کرنے کے حوالے سے کا کردار براہ راست اور بالواسطہ دونوں طرح ہے تاکہ ان کے اموال کے تحفظ کے ساتھ ساتھ اضافہ بھی ہو سکے۔

مصادر و حواشی

۱۔ بخاری، محمد بن اسماعیل (م ۲۵۶ھ) الجامع الصحیح، کتاب التفسیر ۲/ ۶۸۷، قدیمی کتب خانہ کراچی

۲۔ ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی (م ۸۵۲ھ) فتح الباری، ۸/ ۴۰۸، دار نشر الکتب الاسلامیہ، لاہور،
عینی، محمود بن احمد (م ۸۵۵ھ) عمدۃ القاری، ۱۹/۹۳، دار الفکر، بیروت۔

۳۔ راغب اصفہانی، حسین بن محمد (م ۵۰۲ھ) المفردات فی غریب القرآن ۵۳۳، دار المعرفۃ، بیروت، لبنان۔

۴۔ ابن منظور افریقی، محمد بن مکرم، (م ۷۱۱ھ) لسان العرب، ۱۵/ ۴۰۷، دار صادر، بیروت

۵۔ ایضاً

۶۔ کاسانی، علاؤ الدین ابوبکر بن سعود (م ۵۸۷ھ) بدائع الصنائع، ۲/ ۵۲۴، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ۔

۷۔ سید شریف جرجانی (م ۸۱۶ھ) کتاب التعریفات/ ۱۱۲، انتشارات ناصر خسرو، طہران، ایران

۸۔ تمرتاشی، حصکفی، تنویر الابصار مع الدر المختار، ۳/ ۵۵، دار الفکر، بیروت

۹۔ وھبہ زحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، ۱۰/ ۷۳۲۷، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ

۱۰۔ Abdur Rahim, Muhammadan Jurisprudence/290, Mansoor Book House, Katchery Road, Lahore.

۱۱۔ البقرہ، ۲/ ۲۲۰

۱۲۔ جصاص، احکام القرآن، ۱/ ۴۵۲

۱۳۔ نیزھاً، ۲/ ۴۵۳

۱۴۔ النساء، ۴/ ۶-۵

۱۵۔ قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ۵/ ۴۵

۱۶۔ بنی اسرائیل، ۱۷/ ۳۴

۱۷۔ ابن العربی، احکام القرآن، ۲/ ۱۶۵

۱۸۔ ایضاً

۱۹۔ ابن جوزی، زاد المسیر، ۳/ ۱۴۹

۲۰۔ نسفی، مدارک التنزیل، ۲/ ۲۵۶

۲۱۔ ترمذی، الجامع ۱/ ۱۳۹، دار قطنی، علی بن عمر، السنن، ۲/ ۱۱۰، دار نشر الکتب الاسلامیۃ، لاہور، بیہقی، احمد بن حسین، السنن الکبری، ۶/ ۳، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان۔

۲۲۔ ترمذی، الجامع، ۱/ ۱۳۹
۲۳۔ دارقطنی، السنن، ۲/ ۱۱۰
۲۴۔ بیہقی، السنن الکبریٰ ۶/ ۳
۲۵۔ دارقطنی، السنن، ۲/ ۱۱۰
۲۶۔ بیہقی، السنن الکبریٰ ۶/ ۴
۲۷۔ دارقطنی، السنن، ۲/ ۱۱۰
۲۸۔ ایضاً، ۲/ ۱۱۱
۲۹۔ مالک، الموطا/ ۲۵۴
۳۰۔ عبدالرزاق، مصنف، ۴/ ۶۸
۳۱۔ ایضاً
۳۲۔ مالک، الموطا/ ۲۵۵
۳۳۔ عبدالرزاق، مصنف، ۴/ ۶۸
۳۴۔ عبدالرزاق، مصنف، ۴/ ۶۶
۳۵۔ دارقطنی، السنن، ۲/ ۱۱۱، بیہقی، السنن الکبریٰ ۶/ ۱۸۴
۳۶۔ دارقطنی، السنن، ۲/ ۱۱۱
۳۷۔ عبدالرزاق، مصنف، ۴/ ۷۵
۳۸۔ مالک، الموطا/ ۲۵۵
۳۹۔ شیبانی، کتاب الاثار/ ۱۷۱
۴۰۔ البقرۃ، ۲/ ۲۲۰
۴۱۔ جصاص، احکام القرآن، ۱/ ۲۵۲
۴۲۔ ایضاً/ ۲۵۳
۴۳۔ کاسانی، بدائع الصنائع، ۴/ ۳۵۱
۴۴۔ مالک، الموطا/ ۲۵۵
۴۵۔ سحنون، المدونۃ الکبریٰ، ۵/ ۲/ ۲۳۷
۴۶۔ قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ۵/ ۴۰
۴۷۔ ابن قدامہ، المغنی، ۴/ ۱۷۱

۴۸۔ ایضاً
۴۹۔ دارقطنی، السنن، ۲/۱۱۰
۵۰۔ ابن قدامہ، المغنی، ۴/۱۷۲
۵۱۔ دارقطنی، السنن، ۲/۱۱۰
۵۲۔ شیرازی، المھذب، ۳/۲۷۳
۵۳۔ ابن قدامہ، المغنی، ۴/۱۷۱
۵۴۔ Guardians and wards Act/109
۵۵۔ Ibid/112
۵۶۔ Mental Health ordinance 2001/29,Nadeem Law Book House, Lahore.
۵۷۔ Mental Health Ordinance 2001/30
۵۸۔ 2002 M.L.D Lahore, 1277,Monthly Law Digest 35-Nabha Road, Lahore.
۵۹۔ 1993 M.L.D 460-2
۶۰۔ جصاص، احکام القرآن، ۲/۹۱
۶۱۔ مرغینانی، الھدایۃ، ۲/۳۷۱
۶۲۔ النساء، ۴/۵
۶۳۔ کاسانی، بدائع الصنائع، ۶/۲۱۲
۶۴۔ ایضاً
۶۵۔ ایضاً
۶۶۔ سحنون، المدونۃ الکبریٰ، ۲/۴۹۷
۶۷۔ ایضاً
۶۸۔ ابن العربی، احکام القرآن، ۱/۳۴۱
۶۹۔ ابن قدامہ، المغنی، ۴/۱۷۶
۷۰۔ ابن تیمیہ جرانی، المحرر فی الفقہ، ۱/۵۲۰
۷۱۔ بھوتی، کشاف القناع، ۳/۴۱۷
۷۲۔ شافعی، الام، ۴/۲۲۰

۷۳۔ ایضاً

۷۴۔ ایضاً/۲-۱۶۱

۷۵۔ رازی، مفاتیح الغیب، ۹/ ۱۸۷

۷۶۔ کاسانی، بدائع الصنائع، ۶/۲۱۲

۷۷۔ وھبہ زحیلی، الفقہ الاسلامی، ۵/ ۳۳۱۸

۷۸- Law of Contract/526, Contract law book agency, Lahore

۷۹- Ibid/527